در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۶ — جلد نمبر ۲

۱۶ جون ۱۹۹۳ء — ۲۵ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

۱- شذرات	مدیر اعلیٰ	۲
۲- نعت شریف	پروفیسر مرتضیٰ سید	۶
۳- ہلال محرم	ابوالبشیر حکیم غلام احمد سلیم	۷
۴- میرا پیارا شہر	اقبال ریاض	۹
۵- سورہ یوسف منظوم اردو ترجمہ	الحاج صوفی مشتاق احمد	۱۰
۶- ابوالبرکات سید حسن کی تبلیغی مساعی	حاجی سجاد حسین	۱۲
۷- تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۱۵
۸- انوار علی	مدیر اعلیٰ	۱۹
۹- سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۲

قیمت : ۶ روپے

شذرات

(۱) محرم کے تقاضے

مدیر اعلیٰ

محرم الحرام کے ایام میں صوبہ سرحد میں بالعموم اور پشاور میں بالخصوص الفت و اخوت اور باہمی رواداری کی فضاء ہمیشہ سے پائی جاتی ہے۔ مدت ہائے مدید سے پشاور شہر کے باسی سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد نہایت ہی عزت و احترام سے مناتے چلے آرہے ہیں کیوں کہ امام عالی مقام کی ذات مبارکہ کے ساتھ اہالیان پشاور والہانہ محبت رکھتے ہیں اور انہوں نے کبھی کسی وقت بھی اہل بیت عظام کی ذوات مقدسہ سے نفرت و عداوت یا دشمنی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ ان ایام مبارکہ میں ہمیشہ باہمی اتحاد و یکجہتی اور اتفاق و یگانگت کا پر خلوص مظاہرہ کیا

گذشتہ برس بھی پیار و محبت اور باہمی رواداری کی یہ پر خلوص فضاء ۹ محرم تک برقرار رہی لیکن ۱۰ محرم کو عصر کے وقت تخریب کاروں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام کی آڑ لے کر اپنی اہل بیت دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صدیوں کی روایت کو توڑ کر محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایسا الاؤ بھڑکایا جس نے پشاور کی پُرامن فضاء کو مسموم کر کے اہل پشاور کے خون سے ہولی کھیلتے ہوئے ۲۲ قیمتی جانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر لوٹ مار اور تشدد کا بازار گرم کر کے کروڑوں روپے کا مالی نقصان پہنچایا۔ نیز اسلامی جمعیت کو پارہ پارہ کرنے کی یہ ایک ایسی دانستہ کوشش تھی جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ کیونکہ اسلام ہمیں افتراق و تشتت اور فرقہ بندی کی بجائے اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے ہمیں احترام انسانیت کا سبق ملتا ہے لیکن وہ لوگ جو اپنی ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور بزرگان کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام

پر توہین کا ارتکاب کر کے فتنہ و فساد اور بد امنی پیدا کرتے ہیں ان کا تقویٰ، پرہیز گاری اور ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ پشاور کے عوام گزشتہ سال جس کرب و اذیت سے گزر چکے ہیں وہ ابھی اسے بھولے نہیں ہونگے اور دین کے نام پر تخریب کاری کرنے والوں کو بھی وہ اچھی طرح جان گئے ہونگے۔

لہٰذا امسال پشاور کے باسیوں کو عہد کرنا چاہئے کہ وہ آنیوالے محرم میں فتنہ پردازوں اور فسادیوں کو پھر کوئی گل کھلانے کا موقع نہیں دیں گے اور صحابہ کرام، اہلبیت عظام اور بزرگان دین کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور دین اسلام کی ان مقتدر ہستیوں کے نام پر تفرقہ بازی کرنے والوں کا ہرگز ساتھ نہیں دیں گے اور ان ایام میں پشاور کی روایتی محبت و رواداری کی پر خلوص فضا قائم کریں گے نیز ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ ان مقدس ایام میں ہماری انتظامیہ بھی اپنی بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے گی اور فتنہ برپا کرنے والے لوگوں پر کڑی نظر رکھتے ہوئے شرانگیزی سے پہلے پہلے ان کے ہاتھ کاٹ دے گی تاکہ وہ تخریب کاری کا ارتکاب ہی نہ کر سکیں

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پشاور کو امن کا گہوارہ بنادے اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اہالیان پشاور کو خوف وہراس سے نجات عطا فرمائے

آمین ثم آمین وبجاہ سید المرسلین

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام

وہ امام حسین! جن کے جسم اطہر کا نچلا حصہ حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ

تھا

وہ امام حسین ! جن کو حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوجوانان جنت کا سردار فرمایا

وہ امام **حسین !** جن کے بارے میں سیدالکونین نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

وہ امام **حسین !** جن کو سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ نبوت کا ایک پھول فرمایا

وہ امام حسین ! جن کی معصومیت کو کفر اور اسلام کے درمیان فیصلہ کن مرحلے پر خداوند تعالٰی کے حضور میں پیش کیا گیا

وہ امام حسین ! جن کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کالی کملی میں لیکر قرآن مجید کی یہ آیۃ کریمہ تلاوت فرمائی

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ط

وہ امام حسین ! جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت کر۔ اور جو اس سے محبت کرتا ہے تو بھی اس کے ساتھ محبت کر

وہ امام حسین ! جن کے لئے حضور نے خطبہ منقطع فرمایا۔ اور منبر سے اتر کر اٹھالیا

وہ امام حسین ! جن کے متعلق سید المرسلین نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے

وہ امام حسین **!** جن کے متعلق سید المرسلین نے فرمایا جو اسکے ساتھ لڑتا ہے میں اس کے ساتھ لڑتا ہوں جو اس کے ساتھ صلح کرتا ہے میں اس کے ساتھ صلح کرتا ہوں

وہ امام حسین ! جن کے غم میں ابن عباس فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور کو دیکھا کہ پریشان بال

گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی بوتل۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ماجرا ہے حضور نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج تمام دن میں اس کو جمع کرتا رہا ہوں

وہ امام حسین ! جو شہامت، وقار، صبر و استقلال، شجاعت، بہادری اور مظلومیت کا مکمل مجسمہ تھے

وہ امام حسین ! جنہوں نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کو پامال ہوتے دیکھ کر انتہائی جانبازی اور بہادری کے ساتھ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو اپنا سب کچھ قربان کر دیا

(۳) حضرت اِمام حُسین علیہ السّلام کا مقام بیضار پر خطبہ

سید الشہدا۔ امام عالی مقام حضرت امام حُسین علیہ السلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا جاتے ہوئے بیضار کے مقام پر ایک عظیم الشان بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے اس کے مطالعے سے یزید کی دینی و مذہبی دریدہ دہنی اور امام عالی مقام کی جانب سے حق صداقت کی صدا بلند کرنے کا راز آشکارا ہو جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"لوگو ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ظالم، محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے، خدا کے عہد کو توڑنے والے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف اور خدا کے نیک بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اس قولاً اور عملاً غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کر دے، لوگو ! خبردار ہو جاؤ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلا دیا ہے، حدود الٰہی کو توڑ دیا ہے، مال غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دیا ہے اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ اس لیے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے"

پروفیسر مرتضیٰ سید
پوسٹ گریجویٹ کالج
ایبٹ آباد

نعت

بحضورِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جہاں جہاں ہے جو بھی اُجالا تیرے ہی دم سے
تاریکی سب دُور ہوئی ہے تیرے کرم سے

دُنیا بھر کی سب تعریفیں، اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
رُتبہ تیرا ارفع و اعلیٰ لوح و قلم سے

سچی میٹھی باتوں سے دل سب کے جیتے
مستغنی تھی تیری حکومت طبل و عَلَم سے

سب پھولوں کی ساری نکہتیں دھیان سے تیرے
تیرے ذکر میں راحت بڑھ کر باغِ ارم سے؟

اندھیاروں میں جب بھی تیرا نام لیا ہے
پھوٹ پڑا ہے نُور کا دھارا شامِ الم سے

اب بھی زمانہ راہِ ھدایت پا سکتا ہے؟
روشنی لے کر آقا تیرے نقشِ قدم سے

ہلالِ محرم

ابوالبشیر حکیم غلام احمد سلیم
پنڈ دادنخان۔ ضلع (جہلم)

نکلا ہے چاند چہرے پہ زردی لئے ہوئے
سینے میں درد و سوز کی بجلی لیے ہوئے
لاغر بدن پہ سوگ کی کفنی لئے ہوئے
شبیر کے الم کی کہانی لئے ہوئے
کہتا ہے قتل آل نبی کا پیام ہوں
میں غم نصیب ہی مہ شہر الحرام ہوں
مجھ کو ہلال عید سمجھ کر نہ دیکھئے
میخانہ کی کلید سمجھ کر نہ دیکھئے
عشرت کی اک نوید سمجھ کر نہ دیکھئے
مجھ کو کسی کی دید سمجھ کر نہ دیکھئے
رو رو کے دیکھئے کہ مہ سوگوار ہوں
میں قلب فاطمہ کی طرح داغدار ہوں
تم آج رو رہے ہو میں صدیوں سے وقف غم
میرے بدن میں خون کے بدلے تپ الم
افسردگی کے ہاتھ سے آیا ہے لب پہ دم
بار الم سے دیکھئے میری کمر ہے خم

اک دن غم حسین گنوا دے گا جان سے
میرا بھی اب سفر ہی سمجھ لو جہان سے
تم سن کے حال شبّر و شبیرنوحہ خواں
میں دیکھ کر ہوں خون جگرگیر نوحہ خواں
میں خود ہوں نوحہ خواں میری تصویر نوحہ خواں
ہے آہ اور آہ کی تقریر نوحہ خواں
ملنا تھا مجھ کو خاک میں شاہ امام سے
لینا تھا کیا مجھے چرخ نیل فام سے
تم نے سنے ہیں میں نے تو دیکھے ہیں واقعات
پیاسے گئے جہاں سے اماماں ذی صفات
کیسے بہے ہیں خون کے واں دجلہ و فرات
اجڑی ہے کیسی آل محمد کی کائنات
یہ گریہ جانکاہ مری آنکھیں بھی لے گیا
اک داغ دل میں درد کلیجے میں دے گیا
ہرایک جانتا ہے کہ میں بے زبان ہوں
شمیر کے الم سے مگر نیم جان ہوں
دہری کمر ہوئی ہے مثال کمان ہوں
جوکچھ بھی ہوں شہادت غم کا نشان ہوں
چپ چاپ غم نشیں غم دو جہاں سے
پھر آج بولتا ہوں سلیمی زبان سے

میرا پیارا شہر

اقبال ریاض

ٹریفک کا مسئلہ
کیا قوانین پر عمل درآمد ہوتا ہے؟

ٹریفک کے مسئلے پر قابو کیوں نہیں پایا جاتا؟ حادثات کی روک تھام کیوں نہیں ہوتی؟ بعض بازاروں اور چوراہوں پر گاڑیاں قطار در قطار کھڑی کیوں ہو جاتی ہیں؟ کیا قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا؟ یا قانون پر عملدرآمد کرانے والے اس سلسلے میں اپنے فرائض کو نظر انداز کر دیتے ہیں؟　　یہ سوالات ہیں جن کا صحیح جواب برسوں پہلے مراکش کے ایک واقعہ سے ملتا ہے۔ کاسابلانکا مراکو کا دارالحکومت ہے۔

جہاں ایک سڑک پر موٹر کار بڑی تیزی سے دوڑی جا رہی تھی۔ فرانسیسی ٹریفک کانسٹیبل نے سیٹی دے کر موٹر روک لی۔ اور چالان کی کتاب جیب سے نکالتے ہوئے پوچھا نام کیا ہے؟

جواب ملا "محمد"۔

سپاہی نے گرج کر کہا پورا نام بتاؤ ــــ جواب ملا۔ محمد بن یوسف!

پتہ۔ جواب ملا۔ قصرِ شاہی رباط۔

سپاہی۔ پیشہ بتاؤ۔　جواب۔ سلطانِ مراکو۔

سپاہی نے لرز کر کہا۔ "ہز مجسٹی میں بصد ادب معافی کا خواستگار ہوں"۔

سلطان نے فرمایا:۔ "میں اپنے فرائض سے آگاہ ہوں۔ تم اپنے فرائض جانتے ہو"۔

سپاہی کو پرچی کاٹنی ہی پڑی۔ مگر رنگ اس طرح زرد تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

دو دن بعد اس سپاہی کو ترقی دے دی گئی۔ کیونکہ اس کی سفارش خود سلطان مراکو نے کی تھی۔

پاکستان میں تیز رفتاری اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے شوق پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون پر عملدرآمد کرانے والے خود بھی قانون کا احترام کریں اور قانون کی خلاف ورزی کو کسی صورت بھی معاف نہ کیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر

منظوم اردو ترجمہ سورۂ یوسف (علیہ السلام)

صوفی مشتاق احمد
سابق پرنسپل گورنمنٹ
ہائی سکول تہکال پشاور

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ
وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

اگر بچایا نہ اُن کے شر سے مجھ کو خدا ⁂ تو مائل ہو جاؤں گا ان کی سمت میں بر ملا
(اس کج ادائی سے ہے مجھکو ڈر اے ربِ جہاں) ⁂ بہک کے ہو نہ کہیں جاؤں جاہل و ناداں

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ

سُن لی اُس کی خدائے محترم نے دُعائ ⁂ لیا اُن عورتوں کے مکر و شر سے اُس کو بچا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

یہ اک حقیقت ہے ظاہر کہ خالق ذوالجلال ⁂ ہے سنتا وہ سبھی کچھ وہی ہے جانتا احوال

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾

والی نے جبکہ دیکھے شواہد و آثار ⁂ (سمجھ گئے کہ ہے یوسف تو صاحب کردار)
(مگر زلیخا کی دلجوئی اور تسلی کی خاطر ⁂ اور اُس کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی خاطر)
مصلحت یہی جانی کچھ عرصہ تک کیلئے ⁂ قید کر دیا جائے (زلیخا کی خوشی کے لئے)

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ

(چنانچہ یوسفؑ ناشاد جیلخانے گئے) ⁂ اور اُس کے ساتھ ہی دونوں جواں بھی داخل ہوئے
(پھر ان دونوں قیدیوں نے مشورہ کیا اک روز) ⁂ لینا چاہیئے یوسف کا امتحاں اک روز
(گھڑے اُن دونوں نے خواب اور آئے یوسفؑ کے پاس) ⁂ لے کے خوابوں کی تعبیر جاننے کی آس

قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

اُن دونوں میں سے ہوا ایک قیدی یوں گویا ⁂ (دیکھ کس طرح سے ہے میں نے خواب میں دیکھا
میں دیکھتا ہوں کہ انگور توڑتا ہوں میں) ⁂ شراب خوشوں سے اُن کے نچوڑتا ہوں میں

ـــ ہے ـــ

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا

کہا پھر دوسرے نے اے مہر صاحب نظر ٭ میں دیکھتا ہوں اٹھائی ہیں روٹیاں سر پر

تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ

روٹیوں کو پرندے نوچے جاتے ہیں ٭ نوچ نوچ کے ان کو کھائے جاتے ہیں

نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (۳۶)

اے یوسف ہمکو بتا دیجئے خوابوں کی تعبیر ٭ آپ ہمکو دکھائی دیتے ہیں نیک و باتدبیر

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ

کہا جو کھانا کہ تم لیتے ہو قید خانے سے ٭ بتاؤں گا تمہیں تعبیر پہلے اس کے آنے سے

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ

یہ علم خوابوں کی تعبیر کا ہے فضل خدا ٭ جو اس نے اپنے کرم سے کیا ہے مجھکو عطا

اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

چھوڑے بیٹھا ہوں اس قوم کا میں پہلے سے دین ٭ جو رکھتے ایمان خدائے مہرباں پہ نہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (۳۷)

یہ لوگ تو ہیں سراپا منکر احتساب ٭ یہ مانتے ہی نہیں ہیں کہ ہوگا یوم حساب

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ

میں اپنے آبا براہیم و اسحاق اور یعقوب ٭ کے پاک دین کی اتباع سے ہوں منسوب

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ

زیب دیتا نہیں رب کا ہم بنائیں شریک ٭ میرا (خالق و مالک) ہے وحدہٗ لاشریک

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ

یہی عقیدۂ توحید ہے ہم پہ رب کا کرم ٭ اور ہے عوام پہ بھی رب مہربان کا کرم

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ (۳۸)

لیکن دہر میں ایسے لوگ ہی ہر کہیں ٭ جو کہ رب مہرباں کا شکر کرتے نہیں (جاری ہے)

ابوالبرکات حضرت سیّد حسن صاحب قادری کی تبلیغی جدوجہد

زیرِ نظر مضمون میں حضرت ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مبارکہ کے اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و سنت کی تبلیغ کے سلسلے میں گذاری اور مسافرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔

آپ کا نام مبارک حضرت سیّد حسن رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کی پیدائش ماہ جمادی الآخر ۱۰۲۳ھ ہجری ٹھٹھہ کے مقام پر ہوئی۔ آپکے والدِ محترم کا نام مبارک حضرت عبداللہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ حسنی حُسینی سیّد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ تک پندرہ پشتوں اور اٹھائیس پُشتوں کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک جا پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے مُبارک کے تمام حضرات نے حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تک اپنے اپنے والد سے فیض اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والد محترم حضرت عبداللہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ دینی علوم حاصل فرمائے۔ آپنے قادری سلسلہ کے تمام اسباق اور تصوف کے تمام منازل اُن ہی کی تربیت میں مکمل فرمائیں۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ فاضل صاحب کو ساتھ لے کر جو ابھی کمسن تھے۔ ہندوستان اور عربستان کا قصد کیا۔ یہیں سے آپ کی تبلیغی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔ آپنے استقامت اور صبر کے ساتھ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپنے اپنی زندگی دینِ اسلام، سُنتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور یادِ الٰہی کے لئے وقف کردی۔ آپنے دشوار گذار مقامات پر پہنچ کر کفر و الحاد کے گڑھ میں بیٹھ کر دعوتِ حق دی۔ ہزارہا بندگان خدا کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اُنکی

رہنمائی فرمائی اور انھیں ذکر و یادِ الٰہی اور توحید و رسالت پر گامزن کر دیا۔ آپ صاحبِ کرامت ولی تھے۔ بزرگانِ کرام سفر میں ہوں یا قیام کی منزل پر انھیں صرف رضائے الٰہی مقصود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے آپ جہاں بھی تشریف لے گئے جو لوگ بھی آپ سے ملے آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ نے صرف اُن کے قلوب کو ذکرِ الٰہی سے روشن فرمایا، بلکہ دنیاوی زندگی میں بھی اُن کی اصلاح کی یہ بھی آپ کے سلسلۂ مبارکہ کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک نمایاں صفت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی امداد سے تمام کام سرانجام دیتے تھے۔ آپ کو ہمیشہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظرِ کرم اور عنایت حاصل رہی جو آج تک آپ کی اولادِ امجاد کو حاصل ہے۔ آپ نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کیا۔ چنانچہ غوثیت مآب کی بارگاہِ عالیہ سے جو ارشاد ہوا اُس کے مطابق آپ پشاور کی جانب سفر پر روانہ ہوئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور پہنچے تو علمائے عظام اور مشائخ کرام سے ملاقاتیں کیں۔ جہاں بہت سے حضرات نے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر آپ سے فیض پایا۔ آپ نے لاہور میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرمائی۔ آپ نے لاہور میں کافی عرصہ قیام فرمایا۔ لوگوں کو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا درس دیتے رہے لوگوں کو توحید اور اتباعِ سُنّت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رغبت دلاتے۔ آپ کے یہاں زیادہ قیام کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کو روحانی طور پر اس بات کا علم تھا۔ کہ ایک دن اُن کا ایک فرزندِ جلیل حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اس شہر میں مستقل سکونت اختیار کرے گا۔ جو حضور سرورِ کائنات کی حدیث مبارک کا درس دے گا۔ آپ کے گھرانے کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہلِ بیت عظام کے ساتھ خصوصی

نسبت رہی ہے۔ پھر زمانے نے دیکھا کہ حضرت ابوالبرکات کے فرزند نامور محدث کبیر نے اسی خطۂ لاہور کو اپنا مسکن بنایا۔ اور یہیں پر اپنی شہرۂ آفاق "شرح صحیح بخاری" رقم فرمائی۔ جو دینِ اسلام کی بہت بڑی خدمت اور ادبی طور پر گراں بہا اضافہ ہے دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات بہت سے اولیائے کرام سے ہوئی۔ یہاں سے چل کر آپ گجرات پہنچے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات شاہ دولا رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ یہاں مختصر قیام کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہونے لگے۔ تو حضرت شاہ دولا رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں قیام پر اصرار کیا۔ اور فرمایا "اے سید یہ صحبت غنیمت ہے۔ کیونکہ یہ مجھے پھر میسر نہیں آپ کو اس جہاں کی ولایت بخشی گئی۔ ہے اور مجھے اس جہاں طلب کیا گیا ہے۔" وہاں سے رخصت ہو کر آپ بھوٹوار پہنچے جہاں آپ کی ملاقات جناب شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی محبت اور تعلق کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہاں سے رخصت ہو کر آپ ۸۷۰ھ ہجری کو پشاور پہنچے۔ پشاور جو قصبہ بگرام کی سرسبز و شاداب وادی میں واقع ہے۔ آپ پشاور کے مضافات میں سلطان پور کے مقام جو پشاور سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپنے ایک باغ میں قیام فرمایا۔ سلطانپور کے گرد اگرد قسم قسم کے میوہ جات کے باغات تھے۔ بلکہ اس علاقے کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی۔ کہ یہاں خوشبودار پھولوں کے باغات تھے۔ یوں آپ کی مستقل سکونت کے لئے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کا انتخاب فرمایا۔ رات کو خواب میں حضور غوث پاک نے اپنے عصائے مبارک سے مسجد گھر اور آپکی قبر مبارک کے لئے نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ یہاں اقامت اختیار کرو۔ اللہ جل جلالہٗ کو کارساز اور مشکل کشا جان۔ چونکہ وہی اس قابل ہے اور جو کچھ میں نے بتایا ہے۔ خود بخود مہیا ہو جائے گا۔" آپ صبح کو اٹھے اذان دی اور نماز

تفسیر قرآن الحسنیہ

(مدیر اعلیٰ)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (١٦)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی۔ ہدایت کے عوض۔ پس اُن کو اِس تجارت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے۔

لغت :- اِشْتَرَوْا : یہ جمع مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر اشتریٰ ہے جس کے معنی ہیں خریدنا، بیچنا، مول لینا، یہاں پر اس کے معنی خریدنے کے ہیں۔

اَلضَّلٰلَةَ : یہ ضَلَّ یَضِلُّ کا مصدر ہے اس کے بہت سے معنی ہیں۔ گمراہ ہونا، بھٹکنا، بہکنا، بھول جانا، کھو جانا، ضائع ہونا، گم ہونا، مستغرق ہونا، قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے اس لفظ کے معنی میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ خصوصًا اس کے قرینے کو دیکھ کر اس کا ترجمہ کیا جائے گا۔ بصورت دیگر خود مترجم کے بھٹکنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہاں پر اس لفظ ضَلٰلَة کا قرینہ منافقین ہیں یعنی یہ منافقین کی صفت ہے۔ لہٰذا اس کے معنی گمراہی کے ہیں۔

رَبِحَتْ : واحد مؤنث غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر رَبْحٌ ہے۔ نفع بخش ہونا، فائدہ مند ہونا اور سُود مند ہونا۔

تِجَارَتُهُمْ : تجارت مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں سودا کرنا، بیوپار کرنا کاروبار کرنا۔ هُمْ : اُن کی ۔ مُهْتَدِيْنَ : اسمِ فاعل جمع کا صیغہ ہے۔ راہ پانے والے، ہدایت پانے والے۔

تفسیر :- اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کی چھٹی صفتِ بد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان منافقین نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند فرمایا۔ اور نیکی بھلائی اور ہدایت کے عوض جو مراعات اپنے بڑوں سے حاصل کیں اور ان کے سامنے ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا۔ تو اُن کا یہ سودا سراسر نقصان دہ

ہے۔ وہ اپنے منافقانہ کردار کی بدولت دولتِ ایمان ضائع کر کے سیدھی راہ سے بھٹک گئے اور مدارجِ علیٰ کے حصول سے محروم رہ کر انسانیتِ کاملہ کی منزل تک نہ پہنچ سکے۔ اس طرح وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی گھاٹے میں رہے۔ البتہ اگر وہ اپنی منافقت، بے ہودگی اور ریشہ دوانیوں کو چھوڑ کر اپنے سرداروں سے کنارہ کش ہو کر خلوصِ قلب کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت اختیار کرتے تو یہ تجارت اُن کے لئے انتہائی نفع بخش ثابت ہوتی۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال ہو جاتے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر درمنثور میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"اخرج ابن اسحٰق وابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس وقوله اولٰئك الذین اشتروا الضللة بالهدىٰ قال الکفر بالایمان"[1]

(ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تخریج کی ہے کہ "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی خریدی"۔ اس ارشادِ ربانی میں گمراہی سے مُراد کفر اور ہدایت سے مراد ایمان ہے یعنی انہوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا)

علامہ جلال الدین سیوطی مزید لکھتے ہیں۔" واخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله اولٰئك الذین اشتروا الضلله بالهدىٰ قال استحبوا الضلال علی الهدىٰ فما ربحت تجارتهم

[1] جلال الدین سیوطی، تفسیر درمنثور، دار المعرفة بیروت ج ۱ ص ۳۲

قال قتادة: "أيتهم خرجوا من الهدىٰ الى الضلالة ومن الجماعة الى الفرقة ومن الامن الى الخوف ومن السنة الى البدعة"[۲]

(عبدالرزاق، عبدبن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تخریج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کہ "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی خریدی"۔ کا مطلب یہ ہے کہ منافقین نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو پسند کیا تو ان کی اس تجارت نے انھیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ نیز حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں نے منافقین کو دیکھا کہ وہ ہدایت سے نکل کر گمراہی میں پڑ گئے، جماعت سے نکل کر فرقہ بندی میں مبتلا ہو گئے، امن و سلامتی سے نکل کر ڈر و خوف میں گر گئے اور سنتِ (نبوی) سے نکل کر بدعت کے دلدل میں پھنس گئے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں

وهم ضيعوا راس المال وهي الفطرة وماحصل الفضل بادراك الحق ونيل الكمال"[۳]۔ (اپنی اس تجارت سے منافقین منافع حاصل نہیں کر سکے کیونکہ انہوں نے تو اصل سرمایہ یعنی قبول حق کی استعداد ہی کھو دی تھی۔ نفع حاصل نہ کرنے سے مراد حق اور کمال کا حاصل نہ کرنا ہے)

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "انہوں نے منافقت کا نقاب تو اس لئے ڈالا تھا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں

۲ے جلال الدین سیوطی، تفسیر درمنثور، دارالمعرفۃ، بیروت ج ۱ ص ۳۲

۳ے قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، اشاعۃ العلوم حیدر آباد ج ۱ ص ۲۹

شامل ہو کر دنیاوی فوائد حاصل کریں گے، مالِ غنیمت سے اُنہیں حصّہ ملے گا۔ اور ان کی چودھراہٹ قائم رہے گی۔ لیکن اُن کی کوئی امید بر نہ آئی، اللہ تعالیٰ نے اُن کا پردہ چاک کر دیا، حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سرِ محفل ایک ایک کا نام لے کر اُسے مسجد سے نکال دیا۔[۴]

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وساطت سے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ایسے منافقین کی چالبازیوں اور ہتھکنڈوں میں نہ آئیں بلکہ ہدایت الٰہی یعنی قرآن حکیم اور سُنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر قائم رہیں تاکہ ہدایت سے سرفراز ہو جائیں۔

۴۔ پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ج ا ص ۳۷

بقیہ:- سیر السلوک:- اور اسی وجہ سے لطیفۂ قلب تمام اشیاء (چیزوں) سے بڑھکر برگزیدہ ہے۔ لہٰذا یہ تجلیاتِ الٰہیہ کا مقام (مرکز) ٹھہرا، اللہ تعالیٰ کے اسرار (بھیدوں) کا خزانہ اور جُملہ حقائق کے ثبت کرنے کا محل ہے۔ اور (یاد رکھو) کہ اس قلب سے مراد گوشت کا وہ ٹکڑا نہیں ہے جو کہ انسان کے سینے کے اندر ہے کیونکہ گوشت کے اس ٹکڑے میں تو تمام انسان اور حیوان برابر کے شریک ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ کبھی تو یہ (لطیفۂ) قلب نعمتوں، دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشات کے اعتبار سے جسم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور ستّر حجابات میں چھُپ جاتا ہے، اس مقام پر (لطیفۂ) قلب کا نام نفس امارہ ہے اس لئے کہ اس وقت یہ نفس امارہ صفاتِ ذمیمہ جیسے کبر، غضب، دکھاوا، غرور، بداخلاقی وغیرہ اور ان تمام برائیوں سے متصف ہوتا ہے، جن کا ذکر دوسرے باب میں کیا جا چکا ہے اور یہ ذاتِ الٰہی سے دُور لے جانے والی ہیں۔ (جاری ہے)

انوارِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(مدیر اعلیٰ)

حدیث ۱۹ اخبرنا زکریا[۱] ابن یحییٰ قال حدثنا الحسین[۲] بن حمّاد قال انبانا مسھر[۳] بن عبد الملک عن عیسیٰ[۴] بن عمرو عن السُّدی[۵] عن انس[۶] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ عِنْدَہٗ طَائِرٌ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ یَاْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّائِرَ فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ وَجَاءَ عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَذِنَ لَہٗ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پرندہ تھا، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! میرے پاس وہ شخص بھیج دے جو تمام مخلوق میں تجھے محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے۔ پس (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر حضرت علی تشریف لائے تو (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اجازت دے دی۔

تشریح ارشاد ہے۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پرندہ تھا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھنا ہوا یا پکا ہوا ایک پرندہ تھا اور یہ کسی نے تحفۃً بھیجا تھا، ارشاد ہے "تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! میرے پاس وہ شخص بھیج دے جو تمام مخلوق میں تجھے محبوب ہو تاکہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے"۔ استاذ گرامی منزلت حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا "گویا وہ شخص جو نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور کمال درجے کا اتباعِ سُنّتِ نبوی علیہ السلام کا مظہر ہو اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا رضائے الٰہی کا موجب ہے"۔ ارشاد ہے "پس (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے" یعنی ان ہر دو حضرات کو اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ ارشاد ہے "پھر (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو (حضرت) علی کو اجازت دے دی"۔ یعنی حجرہ مبارکہ میں داخل

ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس بھونے ہوئے پرندہ کو اپنے ساتھ کھانے کی اجازت عطا فرمادی۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جناب امام الاولیاء، سردارِ متقین اسد اللہ الغالب علی کل غالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے اور محبوب تھے۔ صاحب السیرۃ العلویہ بذکر المآثر المرتضویہ حصہ سوم صفحہ ۲۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ثابت بنانی نے حدیث بیان کی کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیمار تھے۔ محمد بن الحجاج ان کی عیادت کو آئے۔ لوگوں میں حدیث کا تذکرہ ہوا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر چھڑ گیا۔ محمد بن الحجاج نے ان کی برائیاں بیان کرنی شروع کیں، حضرت انس کہنے لگے کوئی ہے جو مجھے اٹھا کر بٹھا دے چنانچہ وہ بٹھلا دیئے گئے۔ پھر محمد بن الحجاج سے ارشاد فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم علی بن ابی طالب کی برائیاں کر رہے ہو، قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امر حق پر مبعوث کیا میں آنحضرت کے حضور میں خادم تھا دستور یہ تھا کہ ہر روز انصار میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پس ایک روز میری باری تھی کہ ام ایمن بھنا ہوا مرغ لائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو رکھ دیا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے پوچھا یہ کیا ہے۔ ام ایمن کہنے لگیں مجھے یہ مل گیا میں پکا کر آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے لئے لائی ہوں۔ انس کہتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا مخلوقات میں سے جو مجھے اور تجھے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج کہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھائے۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا کہ انس دیکھو کون ہے؟ میں نے جاتے ہوئے یہ دعا مانگی کہ خداوندا کوئی انصار میں سے ہو، دروازہ پر دیکھا کہ علی ہیں، میں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کام میں ہیں بس پھر آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر دروازہ کی طرف متوجہ ہوا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو دروازہ پر کون ہے، پھر میں یہی کہتا ہوا گیا کہ یا اللہ انصار میں سے کوئی ہو، پھر جا کر علی ہی کو دروازہ پر دیکھا میں نے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کسی کام میں مصروف ہیں پھر آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر مجھے دیر نہیں ہوئی تھی کہ دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس جاکر دروازہ کھول کر آؤ اور اس کو لے آؤ تم پہلے شخص نہیں ہو جو اپنی قوم کو دوست رکھتا ہے، پھر میں دروازہ کھولکر ان کو یعنی علی کو اپنے ساتھ لایا۔ پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے انس چڑیا ان کے قریب رکھ دو۔ میں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب رکھ دی، دونوں حضرات نے ایک ساتھ سب نوش فرمائی۔ محمد بن الحجاج نے یہ سن کر پوچھا اے انس یہ واقعہ تمہاری موجودگی میں ہوا۔ انہوں نے کہا ہاں، کہنے لگے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب علی کی برائی نہیں کروں گا اور نہ کسی سے ان کی برائی سنوں گا بلکہ اس کے منہ پر ماروں گا"۔

اسماء الرجال حدیث ۹/۲

۱-۹:- زکریا بن یحییٰ:- آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن نام زکریا بن یحییٰ بن ایاس لقب خیاط السنتہ ہے۔ آپ سجستان کے رہنے والے بہت بڑے حافظ الحدیث اور قابل اعتماد محدث ہیں۔ انہوں نے قتیبہ بن سعید شعبان بن فروخ صفوان بن صالح بشر بن ولید اسحاق بن راہویہ اور ان کے طبقے سے حدیث کا سماع کیا۔ ان کے علاوہ ابن جوصا، ابو علی بن ہارون امام طبرانی اور دوسرے لوگ بھی ان سے مستفید ہوئے۔ امام نسائی ان سے بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔ ثقہ ہے۔ عبدالغنی ازدی کہتے ہیں ثقہ اور حافظ حدیث ہیں۔ میں کہتا ہوں آپنے ۹۴ سال کی عمر پاکر ۲۸۹ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

علامہ ذہبی نے اپنی سند سے ان کے ذریعے حضرت ابو ہریرہ کی یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان سے مل کر فرمایا۔ جبرئیل خبر لایا ہے کہ اللہ تعالے نے ام کلثوم کو آپکے نکاح میں دے دیا ہے۔ اس کا مہر رقیہ کے مہر کے برابر ہے اور وہ آپکی صحبت میں اتنا عرصہ رہے گی جتنا عرصہ رقیہ رہی ہے۔ ترجمہ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، از شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق اسلامک پبلشنگ لاہور ج ۲ ص ۵۷۴ تا ۵۸۴۔

زکریا بن یحیٰی بن ایاس بن سلمۃ السجزی بکسر المہملہ وسکون الجیم بعدہا زای ابو عبدالرحمان نزیل دمشق یعرف بخیاط السنۃ ثقہ حافظ من الثانیۃ عشرۃ مات سنۃ تسع وثمانین ومأتین ولہ اربع وتسعون (تقریب ص۱۰۷ ایضاً التہذیب ج۳ ص۳۳۴)

۲-۹: الحسن بن حماد الضبعی ابو علی الوراق الکوفی ثقہ من العاشرۃ مات سنۃ ثمان وثلثین" (تقریب ص۶۹) "روی عن ابی عیینۃ وابی اسامۃ . . . ومسہر بن عبدالملک بن سلع الہمدانی وابی معاویۃ الفریر وغیرہم، وعنہ ابن ابی عاصم واحمد بن علی بن سعید المروزی . . . وزکریا بن یحیٰی السجزی وجماعۃ قال ابن ابی حاتم سألت موسیٰ بن اسحاق عنہ، فقال ثقۃ مامون وقال السراج کوفی ثقۃ. وذکرہ ابن حبان فی الثقات (التہذیب ج۲ ص۲۷۲/۲۷۳)

۳-۹: مسہر بن عبدالملک بن سلع الہمدانی بسکون المیم الکوفی الحدیث من کبار التاسعۃ (تقریب ص۳۳۷) روی عن ابیہ والاعمش وعیسیٰ بن عمر القاری . . . وعنہ اسحاق بن راہویہ ومحمد بن عبداللہ بن المبارک المخرمی والحسن بن حماد الوراق . . . وآخرون. قال البخاری فیہ لبعض نظر وقال الآجری عن ابی داؤد اما الحسن بن علی الخلال فرأیتہ یحسن الثناء علیہ واما اصحابنا فرأیتم لا یحمدونہ وقال النسائی لیس بالقوی وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابو یعلیٰ الموصلی حدثنا الحسن بن حماد الوراق حدثنا مسہر بن عبدالملک و قال ثقۃ (التہذیب ج۱۰ ص۱۴۹)

۴-۹ :- عیسیٰ بن عمر الاسدی الھمدانی بسکون المیم ابو عمر والکوفی القاری ثقۃ من السابعۃ مات سنۃ ست وخمسین (تقریب ص۲۷۱) روی عن عمر بن عتبۃ بن فرقد مرسلا وعطا بن ابی رباح وعطاء بن السائب ... واسماعیل اسدی وابی عون الثقفی وجماعۃ وعنہ ابن المبارک ووکیع .. ومسعر بن عبدالملک بن سلح وجلیل بن عبد الحمید وغیرھم۔ قال المیمونی عن احمد لیس بہ بأس وقال اسحاق بن منصور عن ابن معین ثقۃ وقال النسائی ثقۃ وقال الخطیب کان ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال العجلی کوفی ثقۃ، رجل صالح کان أحد قراء الکوفۃ رأسا فی القرآن وقال ابن خلفون وثقۃ" ابن نمیر، التھذیب ج ۸ ص۲۲۲/۲۲۳)

۵-۹ :- اسماعیل بن عبد الرحمٰن - ابن ابی کریمۃ اسدی بضم المھملۃ والتشدید الدال ابو محمد الکوفی صدوق یھم ورمی بالتشیع من الرابعۃ مات سنۃ سبع وعشرین (تقریب ص۳۲) وھو السدی الکبیر کان یقعد فی السدۃ باب الجامع فسمی السدی، روی عن انس وابن عباس ورای ابن عمر والحسن بن علی واباھریرۃ واباسعید وروی عن ابیہ ویحییٰ بن عباد وابی صالح مولیٰ ام ھانی وسعد ابن عبیدۃ و ابی عبد الرحمٰن السلمی وعطاء وعکرمۃ وغیرھم وعنہ شعبۃ والثوری والحسن بن صالح وغیرھم۔ قال سلم بن عبد الرحمٰن مر ابراھیم النخعی بالسدی وھو یفسر لھم القرآن فقال اما انہ یفسر تفسیر القوم وقال عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت سمعت

الشعبی وقیل لہ ان السدی قد اعطی خطاً من علم القرآن فقال قد اعطی خطاً من جہل بالقرآن وقال عن القطان لا بأس بہ ماسمعت احد یذکرہ الا بخیر وما ترکہ احد، وقال ابو طالب عن احمد ثقۃ وقال عبد اللہ بن احمد سمعت ابی قال قال یحیی بن معین یوماً عند عبد الرحمن بن مہدی وذکر ابن مہاجر والسدی فقال یحیی ضعیفان فعقب عبد الرحمن وذکرہ ما قال وقال الدوری عن یحیی فی حدیثہ ضعف، وقال الجوزجانی ہو کذاب شتام وقال ابو زرعہ لین وقال ابو حاتم یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وقال النسائی فی الکنی صالح وقال فی موضع الآخر لیس بہ بأس وقال ابن عدی لہ احادیث یرویہا عن عدۃ شیوخ وہو عندی منقیم الحدیث صدوق لا بأس بہ وقال ابو العباس بن الاخرم لا ینکر لہ ابن عباس قد رأی سعد بن وقاص وقال خلیفۃ مات (۱۲۷) (التہذیب ج۱ ص ۳۱۳/۳۱۴)

۶-۹ :- انس بن مالک النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمۃ عشر سنین صحابی مشہور مات سنۃ اثنتین وقیل ثلث وتسعین وقد جاوز المائۃ (تقریب ص ۳۹ (التہذیب ج ا ص ۳۷۶ تا ۳۷۹، تذکرۃ الحفاظ - ترجمہ ج ا ص ۵۶، انوار غوثیہ شرح شمائل النبویۃ، سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی ص ۵)

حدیث نمبر ۳ — انبانا قتیبۃ بن سعید البلخی وھشام بن عمار الدمشقی قال حدثنا حاتم عن بکیر بن مسمار عن عامر بن سعد بن وقاص عن ابیہ "قال أمر معاویۃ سعدا فقال ما یمنعک ان تسب أبا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالھن لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلن اسبہ لأن تکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لہ و قد خلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ اتخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما ترضی ان تکون منی کھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ تعالی ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فتطاولنا لھا فقال ادعوا لی علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ الیہ واما نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی۔

ترجمہ — سعد بن وقاص سے روایت ہے۔ کہ اُسے معاویہ نے حکم دیا کہ تجھے کونسی بات روک رہی ہے کہ تو ابا تراب کو بُرا نہیں کہتا۔ بس سعد نے کہا جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو اُن کے متعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں میں کبھی بھی اُنہیں گالیاں نہیں دُوں گا۔ البتہ اُن میں سے ایک چیز کا بھی حصول مجھے سُرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ میں نے حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو جس وقت کہ بعض غزوات میں اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا تو (جناب) علیؓ نے حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بناتے ہیں۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے انہیں فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میرے نزدیک تو ایسا ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک تھا۔ مگر ہاں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ اور خیبر کے دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور میں عَلَم اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو دوست رکھتا ہے نیز اللہ جل جلالہٗ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک نے اس جھنڈے کی امید رکھی۔ تو سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی کو میرے پاس بلاؤ پس وہ آئے جبکہ اُن کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا لُعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا۔ اور انہیں جھنڈا عطاء فرما دیا۔ اور جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علیؓ فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

حلِ لغت سَبّ۔ گالی دینا۔ بُرا کہنا، کاٹنا۔ حُمُرٌ۔ سُرخ۔ اَلنَّعَم اُونٹ۔ اَلرَّایَۃ۔ جھنڈا۔ عَلَم۔ طَاوَلَ۔ امید رکھنا۔ ہاتھ دراز کرنا۔ فضل و بخشش کی طلب میں غالب ہونا۔ رَمَدٌ۔ آشوبِ چشم۔ آنکھوں کا دکھنا۔ بَصَقَ۔ تھوکنا۔

تشریح

ارشاد ہے۔ "کہ اسے معاویہ نے حکم دیا" یعنی امیر معاویہ نے اپنے عمّال کو حضرت امیر المومنین سیّد المتقین امام الاولیاء، جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خطبوں میں بُرا کہنے کا حکم دیا۔ تو سعد بن وقاص نے یہ حکم نہ مانا۔ تو ارشاد ہے "پس کہا تجھے کون سی بات روک رہی ہے کہ تو ابا تراب کو بُرا نہیں کہتا" یہ امیر معاویہ نے کہا کہ سعد بن وقاص تجھے کون سا امر مانع ہے کہ تو سیدنا امیر المومنین جناب ابو تراب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو (خاکم بدہن) گالی نہیں دیتا۔ اس جواب طلبی پر سعد بن وقاص نے فرمایا "جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو کہ اُن کے متعلق پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمائی ہیں میں کبھی بھی انھیں گالیاں نہ دوں گا۔ البتہ ان (تین باتوں) سے ایک کا بھی حصول مجھے سُرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔" ان تین باتوں میں پہلی بات یہ ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بعض غزوات پر اپنے بعد آپ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر فرمایا۔ اور پھر جناب امیر المومنین کے استفسار پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ اے علی تو تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے۔ مگر ہاں ایک بات ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔" یعنی اے علی تجھے تو میرے اس فیصلے پر خوش ہونا چاہیئے۔ کہ میں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے متعلق کر رہا ہوں کیونکہ تیرا رتبہ تیرا مقام، تیری عزت اور تیری حرمت کا تو میرے نزدیک یہ حال ہے کہ جیسے حضرت ہارون کا رتبہ مقام عزت اور حرمت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی۔ (علیہما السلام) صرف اتنی بات ہے کہ چونکہ نبوت مجھ پر ختم ہے اور میرے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا۔ لہٰذا تم نبی نہیں ہو سکتے۔ باقی سب فضیلتیں اور مرتبے تمہارے لئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جنگ خیبر کے دن حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فتح و نصرت کا جھنڈا آپ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو عطا فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

آلہ وسلم کی دوستی نیز اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت کی سندِ عظیم عطاء فرمائی۔ اسی وجہ سے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اسماء مبارکہ میں ایک اسم شریف "صاحب الرایہ" یعنی عَلَم بردار، یا صاحبِ نشان ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب قرآن حکیم کی آیۂ تطہیر نازل ہوئی تو اس وقت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اور حسنین کریمین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا۔ "اے میرے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں"۔ جناب سعد بن وقاص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی یہ تین عظیم البرکت شرافتیں بیان فرما کر اس بات کا اقرار کیا کہ وہ عظیم شخصیت جس نے ہر وقت، ہر آن اور ہر لمحہ اسلام کی برتری اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وحرمت پر سب کچھ نچھاور کر دیا تھا جس کے متعلق قرآن کی آیاتِ بینات نازل ہوتی ہوں اس کو سعد کس طرح گالی دے سکتا ہے یا بُرا کہہ سکتا ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے اگر (اللہ نہ کرے) بُرا کہنے کے بدلے میں، یا جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کے عوض مجھے زر وجواہر اور بڑے سے بڑا عزت ووجاہت کا منصب دے دیا جائے تو تب بھی میں ہرگز ہرگز اس دولت یا منصب جلیلہ کو قبول نہیں کروں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عظیم عظیم فضیلتیں بیان کی ہیں اور بالخصوص جب کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ تین باتیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔

اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور دافع البلاء والمرض صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مبارک عظیم البرکت دافع الامراض ودافع الآلام ہے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ کا ظہور تھا۔ کہ جب وقت لعاب دہن مبارک جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی دکھتی آنکھوں پر لگا فوراً شفایاب ہو کر تندرست ہو گئیں بلکہ اس کے بعد کبھی بھی آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو آنکھوں کا درد ہوا ہی نہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۰

۱۔ قتیبۃ بن سعید الثقفی :۔ قتیبۃ بن سعید بن جمیل۔ بفتح الجیم ابن طریف۔ الثقفی۔ ابو رجاء البغلانی۔ بفتح الوحدۃ وسکون المعجمۃ۔ یقال اسمہ یحییٰ وقیل علی ثقۃ۔ ثبت من العاشرۃ مات سنۃ اربعین عن تسعین سنۃ۔ (تقریب ص۲۸۱)

بڑے بڑے اکابر محدثین اس سے روایت کرتے ہیں جن میں نسائی، ترمذی، احمد بن حنبل وغیرہ ہیں۔ وہ مالک، لیث ابن لہیعہ وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ وقال ابن معین، و ابوحاتم، والنسائی صدوق۔ وقال الحاکم۔ قتیبۃ ثقۃ مامون۔ صاحب تہذیب نے ان کے رواۃ پر کافی بحث کرنے کے بعد لکھدیا کہ والحکم لہیعۃ مع ذالک بالوضع بعید جدا۔ واللہ اعلم۔ وقال ابن حبان فی الثقات۔ وقال ابن القطان الفاسی لایعرف لہ تدلیس وفی الزھرۃ روی عنہ البخاری ثلث مائۃ وثمانیۃ احادیث۔ ومسلم ست مائۃ وثمانیۃ وستین۔" (تہذیب التہذیب ج۸ ص۳۵۸ تا ص۳۶۱)

۲۔۱۰ :۔ ھشام بن عمار بن الدمشقی :۔ "ھشام بن عمار بن نصیر بنون المصغر۔ الدمشقی، الخطیب صدوق۔ مقرئ۔ کبر۔ فصار۔ یتلقن محدیث القدیم اصح۔ من کبار العاشرہ۔ مات سنۃ خمسین واربعین علی الصحیح ولہ اسنان وتسعین سنۃ۔ (تقریب ص۳۶۴)

"روی عن معروف الخیاط ابی الخطاب الدمشقی صاحب وائلۃ وصدقۃ بن خالد وعبد الحمید ابن الحبیب ابی العشرین۔ وخلق کثیر۔ روی عنہ البخاری وابوداود، والنسائی وابن ماجۃ وروی الترمذی عن البخاری عنہ۔ وآخرون۔ قال ابراھیم بن

الجنید عن ابن معین ثقة وقال العجلی ثقة. وقال مرۃ صدوق
قال احمد بن خالد الخلال عن یحیی بن معین حدثنا ھشام بن
عمار. ولیس بالمکذوب. وقال النسائی لا باس به. وقال الدارقطنی
صدوق کبیر المحل. وقال فی الزھرۃ روی عنه البخاری اربعة احادیث
(تہذیب ج ۱۱ ص ۵۱ تا ص ۵۴)

۳۔ حاتم بن اسماعیل المدنی ابو اسماعیل الحارثی مولاھم
روی عن یحیی بن سعید الانصاری۔ وھشام بن عمار وھناد بن
السری ویحیی بن معین وابو کریب وجماعة۔ قال النسائی لیس به باس
وقال ابن سعد کان اصله من الکوفة ولکنه انتقل من المدینة.
فنزلها ومات بها سنة (۱۸۶) وکان ثقة مامونا کثیر الحدیث..
قلت کذا قال فی الثقات وکذا عند البخاری ایضا فی التاریخ الکبیر وفی
الاوسط ایضا وقال العجلی ثقة وکذا قال اسحاق بن منصور عن یحیی
بن معین وقال ابن المدینی روی عن جعفر عن ابیه احادیث مراسیل
اسندھا، وقرأۃ بخط الذھبی فی المیزان۔ قال النسائی لیس بالقوی
(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹)

۴۔ ۱۰:۔ بکیر بن مسمار الزھری المدنی ابو محمد اخو مھاجر
صدوق من الرابعة مات سنة ثلاث وخمسین (تقریب ص ۴۸)
روی عن ابن عمر و عامر بن سعد بن وقاص و زید بن اسلم. وعنه
حاتم بن اسماعیل۔ والواقدی وغیرھم قال البخاری فیه نظر وقال
العجلی ثقة وقال النسائی لیس به باس وقال ابن عدی مستقیم
الحدیث (التہذیب ج ۱ ص ۴۹۰)

۵۔ ۱۰:۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص الزھری المدنی، ثقة من

الثالثة مات سنة اربع ومائة ۔ (تقریب ص۱۶۰) ۔ روی عن ابیه و عثمان والعباس بن عبد المطلب ۔ وخباب صاحب المقصورة ۔ روی عنه ابنه داؤد وابنا اخوته اسماعیل بن محمد واشعث بن اسحاق وموسیٰ بن عقبة وبکیر بن مسمار ۔ ومهاجر بن مسمار وغیرهم ۔ وکان ثقة کثیر الحدیث ۔ وذکره ابن حبان فی الثقات (التهذیب ج ۵ ص۶۴)

ع۶ ۔ ابیه ۔ یہ عامر کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں ۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۸ - ۶

بقیہ :: میرا پیارا شہر

محاسبہ .. صحیح ہو ۔ اور قانون کی خلاف ورزی پر چشم پوشی سے گریز کیا جائے تو اس مسئلے پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے ۔

سانحہ ارتحال

ڈاکٹر حافظ عبد الغفور صاحب اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات اسلامیہ کالج پشاور کے والد گرامی مرتبت حضرت قاری حافظ عبد الودود صاحب اسّی سال کی عمر میں ۲۰ر جون ۱۹۹۳ء بروز اتوار انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم گذشتہ تقریباً نصف صدی سے جامع مسجد ڈھکی نعلبندی قصہ خوانی بازار پشاور میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کی خدمات سرانجام دے رہے تھے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔ شاہ محمد غوث اکیڈمی ان کے غم میں برابر کی شریک ہے

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی
سرپرست شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور

سیر السلوک
الیٰ ملک الملوک

(مدیر اعلیٰ)

تیسرا باب

اس باب میں اُن حجابات کا ذکر ہے جو کہ بندے اور اس کے رب تعالیٰ کے درمیان ہیں اور جنھیں لطیفۂ انسانی سے دُور کرنے کی سالک کو بہت ہی احتیاج ہے۔ جیسے کہ توبہ، رجوع الی اللہ، دنیاوی اسباب سے خلاصی حاصل کرنا اور اسی طرح دیگر اسباب وغیرہ جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اچھی طرح جان لے کہ درحقیقت عظیم ترین رُوح (حیات) انسانیت کاملہ ہی ہے، جو میرے ربّ تعالیٰ کا امر ہے۔ یہ ایک بہت بڑا راز ہے۔ اور اس راز کی حقیقت کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جان سکتا؛ اور عالم کبیر[1] میں جو کہ عالم علوی بھی ہے اس رُوحِ انسانی کیلئے اسماء (نام) ہیں۔ اور عالم صغیر[2] جو کہ عالمِ انسان کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں بھی اس کے چند اسماء (نام) ہیں۔ پس عالم کبیر کے نام یہ ہیں۔ پہلا عقل اوّل۔ دُوسرا قلم اعلیٰ تیسرا لوح، چوتھا، حقیقتِ محمّدیہ۔ پانچواں رُوحِ محمّدیہ، چھٹا نور اور ساتواں نفس کلیہ اور عالمِ صغیر (جہانِ انسانی) میں وہ نام یہ ہیں۔ پہلا اخفیٰ، دُوسرا سر، تیسرا سر السّر چوتھا رُوح، پانچواں قلب، چھٹا نفسِ ناطقہ اور لطیفۂ انسانیہ۔ اور یہ پہلے سے موجود تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ایجاد فرمایا۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا خلیفۂ اکبر (نائب اعظم) ہے۔ اور تو جانتا ہی ہے کہ یہ جو قلب ہے تو یہی رُوحِ اعظم ہے اور اس کی دو جہتیں (اطراف) (یعنی جہتیں) ہیں۔ اس کی ایک جہت[3] عالمِ موجود کی طرف ہے اور دوسری جہت عالم غیب[4] کی طرف ہے

---

[1] عالم کبیر:۔ اس سے مراد زمان و مکان سے ماوریٰ جہان کا نام ہے۔

[2] عالم صغیر:۔ اس سے مراد یہ زمان و مکان کا جہان ہے۔ [3] جہت: جانب گوشہ، جس کی طرف تم توجہ کرو، عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات ص ۹۲۱ [4] عالم غیب: وہ جہان جو حواسِ خمسہ اور حسِ عقلی و علمی سے محسوس نہ کیا جاسکے۔